QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ایس ایم ایز(SMEs)کو در پیش نقد خرید و فروخت کے مسائل اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں ان کا حل

"CASH TRANSACTION CHALLENGES FACED BY SMALL AND MEDIUM ENTERPRISES (SMES) AND THEIR SOLUTIONS IN THE LIGHT OF ISLAMIC SHARI'AH: AN ANALYTICAL STUDY"

Muhammad Faizan Ashraf
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies,RIPHAH international University, Faisalabad
Hafiz Muhammad Shahid Mehmood
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,RIPHAH international University , Faisalabad
Muhammad Farooq Iqbal
Ph.D. Scholar, Corresponding Author, Department of Islamic Studies,Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
frqiqb@gamil.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0004-9126-3996

Abstract:
Small and Medium Enterprises (SMEs) are considered the backbone of any economy, particularly in developing countries like Pakistan. Despite their importance, SMEs face various financial and operational challenges, especially in the domain of cash transactions. This study aims to explore the major issues related to cash-based buying and selling faced by SMEs, such as delayed payments, lack of liquidity, reliance on interest-based loans, and the absence of transparent contracts. The research further analyzes these problems from the perspective of Islamic Shari'ah and proposes practical, Shari'ah-compliant alternatives. By examining Islamic financial principles such as Murabaha, Mudarabah, Musharakah, Ijarah, and Salam, the study provides a structured framework for implementing ethical and interest-free commercial practices within the SME sector. The goal is to bridge the gap between commercial viability and religious adherence, helping SMEs achieve both financial sustainability and spiritual accountability.

Keywords: *SMEs, cash transactions, Islamic finance, Shari'ah compliance, interest-free economy, Murabaha, Mudarabah, Musharakah, Ijarah, Salam, business ethics in Islam, financial challenges in Pakistan, Islamic banking solutions*

تعارف موضوع:

عصر حاضر میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری ادارے(SMEs)نہ صرف معیشت کی نمو میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں بلکہ روزگار کے مواقع فراہم کرنے اور غربت کے خاتمے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان جیسے ملک میں، جہاں اکثریتی آبادی چھوٹے کاروبار سے وابستہ ہے، وہاں ان اداروں کو متعدد مسائل کا سامنا ہے، جن میں نقدی خرید و فروخت سے متعلقہ مسائل سرِفہرست ہیں۔ یہ مسائل نہ صرف تجارتی اعتبار سے نقصان دہ ہیں بلکہ بعض اوقات شرعی حدود سے بھی متجاوز ہو جاتے ہیں، جیسے سودی قرضوں کا استعمال، یا غیر یقینی (غرر) لین دین۔ اسلامی تعلیمات میں تجارت کو حلال رزق کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے، بشرطیکہ وہ شریعت کے اصولوں کے مطابق ہو۔ موجودہ تحقیق کا مقصد ان مسائل کی نشاندہی، ان کا تجزیہ، اور شرعی رہنمائی فراہم کرنا ہے تاکہ SMEs ایک اسلامی اور پائیدار مالیاتی نظام کے تحت ترقی پا سکیں۔

خریداری کے لئے انگلش میں لفظ "Purchasing" استعمال ہوتا ہے۔ عربی میں خرید و فروخت دونوں کے لئے لفظ "بیع" استعمال ہوتا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

بیع کی تعریف:

دو یا دو سے زیادہ افراد کے آپس میں مالی لین دین کی ایک اہم قسم خرید و فروخت ہے جس کے لیے فقہ کی زبان میں تجارت اور بیع و شراء کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ لغوی لحاظ سے بیع کے معنی ''بیچنے'' کے ہیں۔ بیچنے والے کو ''بائع'' اور جو چیز بیچی جائے اس کو ''مبیع'' کہا جاتا ہے، جبکہ شرَاء کے معنی خریدنے کے ہیں اور خریدنے والے کو ''مشتری'' کہا جاتا ہے۔ جبکہ اردو میں آسانی کی خاطر ''بائع'' کی جگہ ''بیچنے والا'' ''فروخت کرنے والا'' ''فروخت کنندہ'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، اور ''مشتری'' کی جگہ ''خریدار'' ''خریدنے والا'' جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور ''مبیع'' کو ''سودا'' ''بیچی جانے والی چیز'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

بیع کی لغوی تعریف:

"مبادلۃ الشئی بالشیئ"[1]

"کسی بھی چیز کا دوسری چیز کے ساتھ تبادلہ بیع ہے"

بیع کی اصطلاحی تعریف:

بیع کی چند مختلف تعریفیں جو جدید اور قدیم فقہائے کرام نے فرمائی ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) صاحب وقایہ نے بیع کی تعریف یوں کی ہے:

"مبادلۃ المال بالمال"[2]

"مال کا مال کے ساتھ تبادلہ کا نام بیع ہے"

(۲) جبکہ علامہ نسفی صاحب کنزالدقائق نے بیع کی تعریف میں رضامندی کی شرط کا اضافہ فرمایا ہے:

"مبادلۃ المال بالمال بالتراضی"[3]

"مال کا مال کے ساتھ رضامندی کے ساتھ تبادلہ کرنا بیع کہلاتا ہے"

(۳) اور علامہ سمرقندی نے اس کے ساتھ ساتھ ایک اور شرط کا اضافہ فرمایا ہے:

"مبادلۃ المال المتقوم بالمال علی وجہ التراضی تملیکا وتملکا"[4]

"مال متقوم کا تبادلہ کرنا مال متقوم کے ساتھ جبکہ رضامندی بھی ہو اور ایک دوسرے کو مالک بھی بنایا جا رہا ہو"

(۴) صاحب فتح القدیر نے ان الفاظ کے ساتھ تعریف کی ہے:

"مبادلۃ المال بالمال علی وجہ الذی ینتقل بہ ملکیۃ البدلین شرعا"[5]

"مال کا تبادلہ مال کے ساتھ اس طور پر کیا جائے کہ متعاقدین (بائع اور مشتری) شرعا بدلین کے مالک بن جائیں"

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مال کی تعریف بھی ذکر کر دی جائے، چنانچہ فقہاء کرام نے مال کی بھی مختلف تعریفات کی ہیں جن میں سے ہم صرف تین کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔

م ال کی تعریف:

"(۱) المرادبالمال مایمیل الیہ الطبع ،ویمکن ادخارہ لوقت الحاجۃ۔والمالیۃ تثبت بتمول اللناس کافۃ اوبعضھم،والتقوم یثبت بھا،وباباحۃالانتفاع بھا شرعا"[6]

"مال سے مراد وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو اور ضرورت کے وقت اس کو ذخیرہ کرنا بھی ممکن ہو، کسی بھی چیز کی مالیت

---

1 علی حیدر، درر الحکام، شرح مجلۃ الاحکام، دار عالم الکتب، ج 1، ص ۹۳، تحت مادہ رقم:، ۱۰۵

2 عبیداللہ بن مسعود، شرح الوقایہ، مکتبۃ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ج: ۲، ص: ۹

3 النسفی، عبداللہ بن احمد بن محمود، کنزالدقائق،، اسلامی کتب خانہ لاہور، ص: ۲۵۸

4 السمرقندی، امام ابواللیث نصر بن محمد بن احمد، خزانۃ الفقہ، المکتبۃ الغفوریۃ العاصمیۃ کراتشی، ص: ۱۵۰

5 نظام الدین الخلجی، فتاوی عالمگیریہ المعروف بہ ھندیہ، ج2 ص302

6 عبیداللہ بن مسعود، شرح الوقایہ، مکتبۃ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ج: ۲، ص: ۹

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ثابت ہوتی ہے جب کہ سب یا بعض حضرات اس کو مال کہیں، اور مالیت بھی اسی وجہ سے آتی ہے، اور شرعاً اس سے نفع حاصل کرنا بھی ہوتا ہے"

(۲) علامہ حاوی القدسی نے یوں تعریف کی ہے:

"المال:اسم لغیرالادمی خلق لمصالح الآدمی وامکن احرازہ،والتصرف فیہ علی وجہ الاختیار"[1]

"مال نام ہے آدمی کے علاوہ وہ چیز جسے لوگوں کی مصلحتوں کے لئے پیدا کیا گیا ہو، اور اس کو جمع کرنا اور اپنے اختیار سے اس میں تصرف کرنا بھی ممکن ہو"

(۳) جبکہ علامہ حصکفی نے ان الفاظ کے ساتھ تعریف کی ہے کہ:

"المال عین یجری فیہ التنافس والابتذال"[2]

"مال وہ ذات ہے جس کی طرف نفس کا میلان بھی ہو اور اس کو خرچ بھی کیا جاتا ہو"

غرض یہ کہ مال اسے کہیں گے جسے اپنی مصلحت کے لیے خرچ کرنا ممکن ہو۔

مال کی اقسام:

مال کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مال متقوم (۲) مال غیر متقوم

مال متقوم کی تعریف:

وہ مال جس سے انتفاع حاصل کرنا شرعاً جائز ہو۔ جیسے گندم، چاول۔ وغیرہ۔

مال غیر متقوم کی تعریف:

وہ جس سے انتفاع حاصل کرنا شرعاً جائز نہ ہو۔ جیسے مردار، شراب۔ وغیرہ۔[3]

بیع کی اقسام:

جائز خرید و فروخت (بیع) کی صحت، بطلان، فساد اور کراہت کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں:

(۱) بیع صحیح (۲) بیع باطل (۳) بیع فاسد (۴) بیع مکروہ[4]

جائز خرید و فروخت (بیع صحیح) کی تعریف:

وہ بیع جس میں تمام شرائط پائی جائیں جن کا پایا جانا شرعاً ضروری ہے۔ جیسے بیع مطلق وغیرہ۔ کبھی یہ مبادلہ قول کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی فعل کے ساتھ، جب مبادلہ قول کے ساتھ ہو تو اسے ایجاب و قبول کہتے ہیں، جیسے ابو بکر، زید سے کتاب خریدے تو ارسلان طارق جب کتاب ابو بکر کے حوالہ کرے اس وقت وہ زبان سے بعتُ یا اس کا کوئی مترادف لفظ بولے گا اور اسی طرح ابو بکر کتاب کو لیتے وقت اشتریتیا اس کا کوئی مترادف لفظ بولے گا، اس کو شریعت کی اصطلاح میں ایجاب و قبول کہتے ہیں اور اگر مبادلہ فعل کے ساتھ ہو تو اسے شریعت کی اصطلاح میں ''بیع تعاطی'' کہتے ہیں۔ جسے مشتری بائع سے چیز خریدتے وقت اس کی قیمت پہلے ہی معلوم کر لیتا ہے پھر جب دونوں آپس میں مال کا تبادلہ مال کے ساتھ کرتے ہیں تو بالکل خاموشی کے ساتھ کرتے ہیں، زبان سے کوئی لفظ نہ بائع بولتا ہے اور نہ ہی مشتری، خیال رہے کہ احناف اس بیع کو درست سمجھتے ہیں، ہاں البتہ امام کرخی فرماتے ہیں کہ یہ بیع صرف اشیا خسیسہ میں درست ہے جبکہ جمہور کے نزدیک یہ بیع اشیا نفیسہ اور خسیسہ دونوں میں درست ہے۔[5]

---

1 الحصکفی، محمد بن علی محمد، الحنفی، الدر المختار باب البیع، کتاب المضاربۃ، ج5، ص317

2 ایضاً

3 الکاسانی، امام علاوالدین ابو بکر بن مسعود الحنفی، بدائع الصنائع، ج:8، ص:412

4 ایضاً

5 عبید اللہ، بن مسعود بن محمود، شرح الوقایۃ، مکتبۃ الرحمانیۃ، اردو بازار لاہور، 2012ء، ص109

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

جائز خرید وفروخت (بیع صحیح) اور اس کی شرائط:

شرائط بیع:

بیع کی شرطیں چار طرح کی ہیں، شرائط انعقاد، شرائط نفاذ، شرائط صحت اور شرائط لزوم [1]

شرائط انعقاد:

بیع کے منعقد ہونے کی بعض شرطیں تاجر اور خریدار سے متعلق ہوتی ہیں:

ا۔ وہ دونوں عاقل اور تمیز کرنے والے ہوں۔ لہذا نابالغ جس میں فہم وشعور پیدا ہو چکا ہو، نیز کم عقل شخص کی بیع بھی منعقد ہو جائے گی۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔

وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنْ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنْ الصَّبِيِّ حَتَّى يُدْرِكَ وَعَنْ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ [2](قَوْلُهُ: وَشَرْطُهُ أَهْلِيَّةِ الْمُتَعَاقِدَيْنِ) أَيْ بِكَوْنِهِمَا عَاقِلَيْنِ ، وَلَا يُشْتَرَطُ الْبُلُوغُ وَالْحُرِّيَّةُ"[3]

شریعت مطہرہ نے تمام معاملات میں عاقل ہونے کو شرط قرار دیا تاکہ معاملہ اپنے درست انجام کو پہنچ سکے۔

۲۔ ایجاب وقبول دو الگ الگ آدمیوں کی طرف سے ہو، ایک ہی شخص فریقین کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب وقبول دونوں کرلے، یہ درست نہ ہوگا، البتہ باپ، وصی، یا قاضی خود اپنا مال اپنے زیر ولایت نابالغ سے فروخت کریں تو وہ اس سے مستثنیٰ ہیں اور ان کی طرف سے ایجاب وقبول دونوں کی گنجائش ہے۔

۳۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف سے ہونے والے ایجاب وقبول کو سن لیں۔

"عَنْ جَابِرٍ... ثُمَّ قَالَ لِي بِعْنِي جَمَلَكَ هَذَا قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ قَالَ لَا بَلْ بِعْنِيهِ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا بَلْ بِعْنِيهِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ لِرَجُلٍ عَلَيَّ أُوقِيَّةَ ذَهَبٍ فَهُوَ لَكَ بِهَا قَالَ قَدْ أَخَذْتُهُ" [4]

مذکورہ حدیث پاک کی رو سے بھی یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ دونوں حضرات نے اس ایجاب وقبول کو سن لیا۔

بعض شرطیں مبیع اور اس کے ثمن، یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے متعلق ہوتی ہیں

(۱) مبیع اور ثمن دونوں مال ہوں۔

(۲) مبیع موجود ہو۔

(۳) بائع کی ملکیت میں ہو۔

(۴) بائع مبیع کو حوالہ کرنے پر قادر ہو۔

"وَأَمَّا شَرَائِطُ الْمَعْقُودِ عَلَيْهِ فَأَنْ يَكُونَ مَوْجُودًا مَالًا مُتَقَوِّمًا مَمْلُوكًا فِي نَفْسِهِ وَأَنْ يَكُونَ مِلْكَ الْبَائِعِ فِيمَا يَبِيعُهُ لِنَفْسِهِ وَأَنْ يَكُونَ مَقْدُورَ التَّسْلِيمِ فَلَمْ يَنْعَقِدْ بَيْعِ الْمَعْدُومِ وَمَا لَهُ خَطَرُ الْعَدَمِ كَنِتَاجِ النِّتَاجِ وَالْحَمْلِ وَاللَّبَنِ فِي الضَّرْعِ وَالثَّمَرِ وَالزَّرْعِ قَبْلَ الظُّهُورِ وَالْبَزْرِ فِي الْبِطِّيخِ وَالنَّوَى فِي التَّمْرِ وَاللَّحْمِ فِي الشَّاةِ الْحَيَّةِ وَالشَّحْمُ وَالْأَلْيَةُ فِيهَا وَأَكَارِعُهَا وَرَأْسُهَا وَالسَّجِيرُ فِي السِّمْسِمِ الخ"[5]

یعنی ایسی چیز جس کا وجود نہ اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ حقیقت میں اس کا وجود ہونا ضروری ہے۔

بعض شرطیں ایجاب وقبول سے متعلق ہیں:

ا۔ ایجاب وقبول میں مطابقت ہو

"وَأَمَّا شَرْطُ الْعَقْدِ فَمُوَافَقَةُ الْقَبُولِ لِلْإِيجَابِ بِأَنْ يَقْبَلَ الْمُشْتَرِي مَا أَوْجَبَهُ الْبَائِعُ بِمَا أَوْجَبَهُ ، فَإِنْ خَالَفَهُ بِأَنْ قَبِلَ غَيْرَ مَا أَوْجَبَهُ أَوْ بَعْضَ مَا أَوْجَبَهُ أَوْ بِغَيْرِ مَا أَوْجَبَهُ أَوْ بِبَعْضِ مَا أَوْجَبَهُ لَمْ يَنْعَقِدْ لِتَفَرُّقِ الصَّفْقَةِ"[6]

---

[1] محمد تقی عثمانی، مفتی، فقہ البیوع، مکتبۃ معارف القرآن، کراچی، ج: ۲، ص: ۱۱۷۶

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل بخاري بَاب الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ وَالسَّكْرَانِ، رقم الحدیث: 5268

[3] الشامی، محمد امین بن عمر، رد المحتار، كِتَابُ الْبُيُوعِ ج: ۱۸، ص: ۱۹۹

[4] القشیری، مسلم بن حجاج، المسلم بَاب بَيْعِ الْبَعِيرِ وَاسْتِثْنَاءِ رُكُوبِهِ، رقم الحدیث ۲۹۹۸

[5] ابن النجیم، زین الدین، الحنفی، البحر الرائق، شَرْطُ الْعَقْدِ ج: ۱۵، ص: ۳۵

[6] ابن النجیم، زین الدین، الحنفی، البحر الرائق، شَرْطُ الْعَقْدِ ج: ۱۵، ص: ۳۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

یعنی ایسانہ ہو کہ خریدار الگ قیمت بتائے اور تاجر الگ، یا اسی طرح دونوں کی بات میں یا مبیع کی مقدار میں فرق پایا جاتا ہو۔

۲۔ ایجاب وقبول دونوں ایک ہی مجلس میں ہو۔

وَأَمَّا الَّذِي يَرْجِعُ إِلَى مَكَانِ الْعَقْدِ فَوَاحِدٌ وَهُوَ اتِّحَادُ الْمَجْلِسِ .بِأَنْ كَانَ الْإِيجَابُ وَالْقَبُولُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ ، فَإِنْ اخْتَلَفَ الْمَجْلِسُ لَا يَنْعَقِدْ[1]

یعنی اختلاف مجلس سے ایجاب وقبول معتبر نہیں ہوگا۔

شرائط نفاذ:

بیع کے نافذ وجاری ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں:

ا۔ بیچنے والا اس سامان کا مالک ہو، یا ولی اور نگران کی حیثیت سے اس کو وہ سامان فروخت کرنے کا حق حاصل ہو۔

"نہی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن بیع الغرر" [2]

"رسول اللہ ﷺ نے دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا ہے"

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي مِنْ الْبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدِي أَبْتَاعُ لَهُ مِنْ السُّوقِ ثُمَّ أَبِيعُهُ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ[3](وَمِنْهَا) أَنْ يَكُونَ مَمْلُوكًا .لِأَنَّ الْبَيْعَ تَمْلِيكٌ فَلَا يَنْعَقِدُ فِيمَا لَيْسَ بِمَمْلُوكٍ كَمَنْ بَاعَ الْكَلَأَ فِي أَرْضٍ مَمْلُوكَةٍ ،وَالْمَاءَ الَّذِي فِي نَهْرِهِ أَوْ فِي بِئْرِهِ ؛ لِأَنَّ الْكَلَأَ وَإِنْ كَانَ فِي أَرْضٍ مَمْلُوكَةٍ فَهُوَ مُبَاحٌ"[4]

بیچنے والے کو ہر صورت اس سامان پر کسی نہ کسی درجہ کا اختیار ہونا چاہیے۔

۲۔ اس سامان سے تاجر کے سوا کسی اور کا حق متعلق نہ ہو۔

"لَوْ بَاعَ الصَّبِيُّ الْعَاقِلُ مَالَ نَفْسِهِ ؛ يَنْعَقِدُ عِنْدَنَا مَوْقُوفًا عَلَى إجَازَةِ وَلِيِّهِ ، وَعَلَى إجَازَةِ نَفْسِهِ بَعْدَ الْبُلُوغِ"[5]

، جیسے نابالغ وناسمجھ بچہ کی ہر چیز سے باپ کا حق بحیثیت ولی متعلق ہے تو جب تک باپ اجازت نہ دے وہ بیع موقوف رہے گی اجازت دیدے تو بیع نافذ ولازم ہو جائے گی۔

شرائطِ صحت:

بیع کے درست ہونے کے لیے کچھ شرطیں عام نوعیت کی ہیں، جو ہر معاملۂ خرید وفروخت کے لیے ضروری ہیں

ا۔ بیع ایک خاص مدت کے لیے نہ ہو بلکہ ہمیشہ کے لیے ہو۔

"عن عمروبن شعیب عن أبیه عن جده أن النبي ﷺ نہی عن بیع وشرط، البیع باطل، والشرط باطل"[6]

ہر قسم کی باطل شرط بیع کو بھی باطل کر دیتی ہے۔

۲۔ مبیع اور ثمن اس طرح متعین اور معلوم ہوں کہ آئندہ اختلاف پیدا ہونے کا امکان نہ ہو۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الشَّامَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْبُرِّ وَالزَّيْتِ سِعْرًا مَعْلُومًا وَأَجَلًا مَعْلُومًا فَقِيلَ لَهُ مِمَّنْ لَهُ ذَلِكَ قَالَ مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ"[7] (وَمِنْهَا) أَنْ يَكُونَ الْمَبِيعُ مَعْلُومًا وَثَمَنُهُ مَعْلُومًا عِلْمًا يَمْنَعُ مِنْ الْمُنَازَعَةِ .فَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمَا مَجْهُولًا جَهَالَةً مُفْضِيَةً إلَى الْمُنَازَعَةِ فَسَدَ الْبَيْعُ"[8]

اس سے معلوم ہو کہ مبیع اور ثمن دونوں معلوم ہونے چاہیں کسی قسم کی جہالت نہیں ہونی چاہیے۔

۳۔ ایسی بیع ہو جس سے کوئی فائدہ ہو، بے فائدہ بیع نہ ہو، مثلاً ایک روپیہ کے بدلہ ایک روپیہ فروخت کیا جائے، یہ درست نہیں، کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

---

[1] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود الحنفی، بدائع الصنائع (فَصْلٌ): فِي الشَّرْطِ الذي يَرْجِعُ إلَى مكانِ العَقْد، ص ۶۳، ج: ۱۱

[2] ابن حبان، محمد بن حبان، بن احمد، صحیح ابن حبان، ذکر الزجر عن بیع الحمل في البطن، والطیر في الھواء والسمک، رقم الحدیث ۴۹۵۱

[3] الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، ترمذي باب ما جاءَ في کَراھیۃِ بَیْعِ ما لیسَ عِنْدَک، رقم الحدیث: ۱۱۵۳

[4] ابن النجیم، زین الدین، الحنفی، بدائع الصنائع في الشرط الذي یَرْجِعُ إلَی المعقُودِ عَلَیْہِ، ج: ۱۱، ص: ۱۱۱

[5] ایضاً

[6] ابن النجیم، زین الدین، الحنفی، بدائع الصنائع في الشرط الذي یَرْجِعُ إلَی المعقُودِ عَلَیْہِ، ج: ۱۱، ص: ۱۱۱

[7] المرغینانی، علی بن ابی بکر، الھدایۃ، ج: ۳، ص: ۱۹۰

[8] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود الحنفی، بدائع الصنائع فَصْلٌ فِي شَرَائِطِ الصِّحَّۃِ فِي البیوع ص: ۱۵۸، ج: ۱۱

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

"لان الشئ اذا خلا عن فائدته لغا"[1]

یعنی کوئی چیز کو فائدہ سے خالی ہو وہ لغو ہوتی ہے۔

۴۔ کوئی شرط فاسد نہ لگائی جائے۔

"عن عمروبن شعيب،عن أبيه،عن جده أن النبي ﷺ نهى عن بيع وشرط،البيع باطل،والشرط باطل"[2]

یعنی اس صورت میں شرط بھی باطل ہے اور بیع بھی باطل ہو جائے گی۔

شرط فاسد کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ ایسی شرط جس کا پایا جانا اور نہ پایا جانا، دونوں شبہ سے خالی نہ ہو۔

"نهى رسول الله ﷺ عن بيع الغرر" [3]

"رسول اللہ ﷺ نے دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا ہے"

۲۔ ایسی شرط جو ممنوع اور شرعاً ناجائز ہو۔

"وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"[4]

"اور گناہ اور سرکشی کے معاملے میں کسی سے تعاون نہ کرو"

فسق و فجور کے کاموں میں کسی بھی قسم کی معاونت جائز نہیں ہے۔

۳۔ ایسی شرط نہ ہو جو تقاضائے عقد کے خلاف ہو اور اس سے تاجر یا خریدار یا خود اس مبیع کا نفع متعلق ہو جس کے اندر مطالبہ کی صلاحیت موجود ہے اور نہ اس کا لوگوں میں تعامل ہو۔

"عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اشْتَرَى جَارِيَةً مِنِ امْرَأَتِهِ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ إِنَّكَ إِنْ بِعْتَهَا فَهِيَ لِي بِالثَّمَنِ الَّذِي تَبِيعُهَا بِهِ فَاسْتَفْتَى فِي ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : لاَ تَقْرَبْهَا وَفِيهَا شَرْطٌ لأَحَدٍ"[5]

"الاصل الجامع في فساد العقد بسبب شرط (لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لاحدهما أو) فيه نفع (لمبيع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن يكون آدميا"[6]

مختصر یہ کہ ایسی شرط جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو وہ لگانا جائز نہیں ہے۔

۴۔ بیع کے رد کرنے کا ابدی اختیار یا تین دنوں سے زائد اختیار کی شرط لگا دی جائے۔

"عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ قَالَ هُوَ جَدِّي مُنْقِذُ بْنُ عَمْرٍو وَكَانَ رَجُلًا قَدْ أَصَابَتْهُ آمَّةٌ فِي رَأْسِهِ فَكَسَرَتْ لِسَانَهُ وَكَانَ لَا يَدَعُ عَلَى ذَلِكَ التِّجَارَةَ وَكَانَ لَا يَزَالُ يُغْبَنُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهُ إِذَا أَنْتَ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ ثُمَّ أَنْتَ فِي كُلِّ سِلْعَةٍ ابْتَعْتَهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَإِنْ رَضِيتَ فَأَمْسِكْ وَإِنْ سَخِطْتَ فَارْدُدْهَا عَلَى صَاحِبِهَا"[7]

تین دن کا خیار عیب تو ملتا ہے اس سے زیادہ کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

۵۔ مبیع و ثمن کی موجودگی کے باوجود اس کی ادائیگی کے لیے مدت مقرر کر دی جائے۔

"عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ"[8]

یعنی مال دار آدمی کے ٹال مٹول کرنے کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔

---

1 العثمانی، ظفر احمد، اعلاء السنن حرمۃ بیع الخمر والمیتۃ، ج: ۱۴، ص: ۱۱۱

2 الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی، المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحدیث: ۴۵۱۲

3 ابن حبان، محمد بن حبان، بن احمد، صحیح ابن حبان، ذکر الزجر عن بیع الحمل في البطن، والطير في الهواء والسمک، رقم الحدیث: ۴۹۵۱

4 المائدۃ: ۲

5 البیہقی، احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ، الخراسانی، السنن الكبري للبيهقي، باب الشَّرْطِ الذى يُفْسِدُ الْبَيْعَ، رقم الحدیث: ۱۱۱۴۵

6 الحصکفی، محمد بن علی محمد، الحنفی، الدر المختار باب البیع، ج 5، ص 402

7 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، بَاب الْحَجْرِ عَلَى مَنْ يُفْسِدُ مَالَهُ، رقم الحدیث: ۲۳۴۶

8 البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بَاب مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، رقم الحدیث: ۲۲۲۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

بیع کے درست ہونے کی کچھ شرطیں ایسی ہیں، جو خاص قسم کے معاملات کے لیے ضروری ہیں اور وہ اس طرح ہیں:

۱۔ قیمت اُدھار ہو تو ادائیگی کی مدت کا تعین۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّامَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْبُرِّ وَالزَّيْتِ سِعْرًا مَعْلُومًا وَأَجَلًا مَعْلُومًا فَقِيلَ لَهُ مِمَّنْ لَهُ ذَلِكَ قَالَ مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ"[1]

ادھار بیع کی صورت میں ادائیگی کی مدت کا متعین ہونا ضروری ہے۔

۲۔ اموال ربویہ (سودی اموال) ہوں تو بدلین میں مماثلت اور یکسانیت ہو اور نقد معاملہ ہو۔

"عن عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ"[2]

حدیث میں مذکورہ اموال کو اموال ربویہ کہتے ہیں ان میں مماثلت اور یکسانیت ہونی چاہیے اور معاملہ ادھار نہیں ہونا چاہیے۔

۳۔ سونے چاندی اور سکوں کی باہم خرید و فروخت ہو (جس کو بیع صرف کہا جاتا ہے) تو ایک ہی مجلس میں فریقین کا بدلین پر قبضہ ہو۔

"عن أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنْ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ هَذَا خَيْرٌ مِنِّي فَكِلَاهُمَا يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا"[3]

مذکورہ بیع کی صورت بھی نقد ہونی چاہیے۔

۴۔ مرابحہ، تولیہ اور وضیعہ میں پہلی قیمت سے واقف ہونا۔

"أماالمواضعة، فهى ضد المرابحة، وهى بيع بمثل الثمن الأول مع نقصان شئ معلوم منه كما أن المرابحة بيع بمثل الثمن الأول مع زيادة ربح معلوم، والعلم بالثمن الأول شرط صحة هذه البيعات كلها، فإن لم يكن معلوما، فالبيع فاسد إلى أن يعلم فى المجلس، فيختار إن شاء فيجوز، أويترک فيبطل" [4]

یعنی پہلی قیمت سے واقفیت اس قسم کی بیع کو صحیح کرتی ہے۔ بصورت دیگر بیع فاسد ہوتی ہے۔

شرطِ لزوم:

بیع کے لازم ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ فریقین میں سے کسی کو معاملۂ خرید و فروخت کو رد کرنے کا اختیار باقی نہ رہے۔

"وَأَمَّا شَرَائِطُ لُزُومِ الْبَيْعِ بَعْدَ انْعِقَادِهِ وَنَفَاذِهِ وَصِحَّتِهِ فَوَاحِدٌ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ خَالِيًا عَنْ خِيَارَاتٍ أَرْبَعَةٍ خِيَارِ التَّعْيِينِ وَخِيَارِ الشَّرْطِ وَخِيَارِ الْعَيْبِ وَخِيَارِ الرُّؤْيَةِ فَلَا يَلْزَمُ مَعَ أَحَدِ هَذِهِ الْخِيَارَاتِ وَهَذَا عِنْدَنَا"[5]

یعنی اس سلسلہ میں چار خیار مشہور ہیں، خیار قبول، خیار شرط، خیار رویت، اور خیار عیب

ایجاب و قبول:

جن الفاظ سے خرید و فروخت کا معاملہ وجود پاتا ہے، انہیں "ایجاب" و "قبول" کہا جاتا ہے، مثلاً: فروخت کرنے والے کا یہ کہنا: "یہ چیز میں نے اتنے عوض میں فروخت کی!"، یہ "ایجاب" ہے اور اس کے جواب میں خریدار کا یہ کہنا: "میں نے یہ چیز اتنی رقم کے عوض لے لی!" یہ قبول ہے۔ خریدار اور فروخت کنندہ میں سے معاملہ کرتے وقت جو بھی پیشکش کرنے میں پہل کرے، اس کی طرف سے کی گئی پیشکش کو "ایجاب" کہا جاتا ہے اور دوسرے فریق کی طرف سے اس پیشکش کا منظور ہونا "قبول" کہلاتا ہے۔ یعنی خرید و فروخت کے معاملے میں بات چیت کی ابتدا جس کی طرف سے ہو گی تو اس کے کہنے اور مطالبہ کرنے کو "ایجاب" کہا جائے گا اور اس کے جواب میں دوسرا فریق جو لفظ استعمال کرے گا اسے "قبول" کہا جائے گا۔

1 السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابوداود، في السلف، رقم الحدیث: ۳۰۰۶

2 القشیری، مسلم، بن حجاج بن مسلم، مسلم بَاب الصَّرْفِ وَبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ نَقْدًا، رقم الحدیث: ۲۹۷۰

3 البخاری، محمد بن اسماعیل، بخاري بَاب بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً، رقم الحدیث: ۲۰۳۳

4 العثمانی، ظفر احمد تھانوی، اعلاء السنن، التولیہ والمرابحہ وجوازھا، ج14، ص226

5 الکاسانی، ابو بکر بن مسعود الحنفی، بدائع الصنائع فصل فِي شَرَائِطِ لُزُومِ الْبَيْعِ بَعْدَ انْعِقَادِهِ، ج1، ص۴۶۶

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ایجاب کی تعریف:

"اول کلام یصدرمن احدالعاقدین لاجل انشاء التصرف"[1]

"معاملہ کرتے وقت بائع اور مشتری میں سے جو پہلے کلام کرے اسے ایجاب کہتے ہیں"

قبول کی تعریف:

"ثانی کلام یصدرمن احدالعاقدین لاجل انشاء التصرف"[2]

"معاملہ کرتے وقت بائع اور مشتری میں سے جو بعد میں کلام کرے اسے قبول کہتے ہیں"

ائمہ ثلاثہ (مالکیہ، شوافع، حنابلہ) کے نزدیک "ایجاب" بائع کے کلام کے ساتھ خاص ہے اور "قبول" مشتری کے کلام کے ساتھ، یعنی معاملہ کرتے وقت بائع جو کلام کرے گا اس کو ایجاب کہا جائے گا، اور مشتری جو کلام کرے گا اس کو "قبول" کہا جائے گا۔ جبکہ علمائے احناف کے ہاں معاملہ کرنے والوں میں سے جو بھی پہلے کلام کرے گا اس کے کلام کو "ایجاب" کہا جائے گا خواہ وہ بائع ہو یا مشتری اور جو بعد میں کلام کرے گا اس کے کلام کو "قبول" کہا جائے گا خواہ وہ بائع ہی کیوں نہ ہو۔[3]

جب "ایجاب" ہو جائے تو پھر "قبول" کرنے کے لئے ضروری ہے کہ "قبول" یا تو الفاظ سے ہو یا عمل سے ہو، "ایجاب" کے بعد صرف خاموشی "قبول" شمار نہ ہو گی۔

ایجاب وقبول بصیغہ ماضی ہوں:

تمام فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ معاملہ کرتے وقت بائع اور مشتری ایجاب وقبول ماضی کے صیغہ کے ساتھ کریں یا ایک ان میں سے حال ہو اور دوسرا ماضی، کیونکہ ماضی انشاء عقد کا معنٰی پایا جاتا ہے، اگر انہوں نے مستقبل کا صیغہ استعمال کیا تو بیع جائز نہ ہو گی۔

"واعلم ان عدم الانعقادبالمستقبل ھواذالم یتصادقاعلی نیۃ الحال۔اما اذا تصادقا علی نیۃ البیع فی الحال فینعقد بہ فی القضاءلان صیغۃ الاستقبال تحتمل الحال،فیثبت بالنیۃ"[4]

یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ ساری تفصیل (ایجاب وقبول بصیغہ ماضی ہوں) عربی زبان کے ساتھ خاص ہے، عربی کے علاوہ دیگر زبانیں جس میں حال اور استقبال کے لئے الگ الگ صیغے ہیں اور وہ انشاء عقد کے لئے استعمال بھی ہوتے ہیں، جیسے اردو، فارسی اور انگریزی وغیرہ تو ان زبانوں میں بیع کرنے والے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ایجاب وقبول ماضی کے صیغہ سے کریں بلکہ وہ حال کے صیغہ سے بھی ایجاب وقبول کر لیں تو بیع صحیح ہو جائے گی۔[5]

ایجاب وقبول کی اقسام:

ایجاب وقبول صرف بولنے ہی کی صورت میں نہیں ہوتا بلکہ اس کی بنیادی طور پر تین صورتیں ہیں:

(1) زبانی الفاظ کے ذریعے

(2) تحریر کے ذریعے

(3) عمل کے ذریعے[6]

زبانی الفاظ کے ذریعے:

شریعت نے ایجاب وقبول کے لئے کوئی مخصوص الفاظ مقرر نہیں کئے بلکہ عرف میں خرید و فروخت کے لئے رضامندی کا اظہار جن الفاظ میں کیا جاتا ہے یا وہ الفاظ جن سے کسی شخص کو کسی چیز کا فوری طور پر مالک بنانا سمجھ میں آتا ہے وہ الفاظ استعمال کرنے سے خریداری کا عقد مکمل ہو جائے گا۔ البتہ زبانی الفاظ کے ذریعے ایجاب وقبول درست ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

---

[1] آفندی، مسعود، مفتی، مجلہ الاحکام العدلیہ، مادہ، ۱۰۲،۱۰۱

[2] ایضاً

[3] تقی عثمانی، مفتی، فقہ البیوع، ج:۱، ص:۳۰

[4] ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد السیواسی، کمال الدین ابن ہمام، فتح القدیر، ردالمحتار ج ۱۴، ص 40

[5] تقی عثمانی، مفتی، فقہ البیوع، ج:۱، ص:۳۵

[6] ایضاً

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

1. اظہار رضامندی کے لئے وعدہ کے الفاظ استعمال نہ ہوں۔
2. اظہار رضامندی کے لئے مستقبل کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔
3. ماضی مطلق کا جملہ ہو یا حال کا جملہ ہو، ان دو کے علاوہ کوئی اور جملہ نہ ہو۔[1]
4. استفہامیہ اور امر کا لفظ بھی نہ ہو۔[2]

تحریر کے ذریعے (In Writing):

بذریعہ تحریر ایجاب وقبول کے الفاظ معتبر ہونے کے لئے بھی اسی تفصیل کا پایا جانا ضروری ہے جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔

عمل کے ذریعے:

الفاظ بولے یا لکھے بغیر اگر فریقین کوئی ایسا عمل کریں جس سے خرید وفروخت پر رضامندی سمجھ میں آتی ہو تو اس سے بھی بیع ہو جاتی ہے۔ عربی میں ایسی بیع کو ''تعاطی'' کہا جاتا ہے۔ وہ تمام صورتیں جس میں فریقین پہلے کسی قیمت پر اتفاق کر لیتے ہیں پھر عملاً بیع کے وقت نئے سرے سے بذریعہ الفاظ کوئی ایجاب وقبول نہیں کرتے ،ان سب صورتوں میں ان کا عمل (سامان کا دینا اور قیمت لینا) ہی ایجاب وقبول کہلاتا ہے اور اس طرح عمل کے ذریعے بیع منعقد ہو جاتی ہے۔[3]

ایجاب اور قبول معتبر ہونے کی شرائط:

ایجاب اور قبول کے معتبر ہونے کے لئے شرعاً کچھ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اگر یہ شرائط موجود ہوں تو بیع منعقد ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ یہ شرائط حسبِ ذیل ہیں:

پہلی شرط:

- ایجاب اور قبول میں مطابقت ہو جس کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:
- جس چیز پر ایجاب ہو، اسی پر قبول ہو، اگر ایسا نہ ہوا تو بیع منعقد نہ ہو گی۔
- جس قیمت پر ایجاب ہوا، اسی پر قبول ہو، اگر کم پر ہوا تو یہ معتبر نہیں۔
- اگر ایجاب نقد پر ہو تو قبول بھی نقد پر ہو، قبول ادھار پر ہوا تو یہ معتبر نہ ہو گا۔
- جتنی چیز پر ایجاب ہو، اتنی چیز پر قبول ہو۔[4]

دوسری شرط:

قبول سے پہلے ایجاب واپس نہ لیا گیا ہو، اگر ایجاب کرنے والے نے دوسرے کے قبول سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کر لیا تو اب قبول مفید نہ ہو گا۔[5]

تیسری شرط:

ایجاب اور قبول فریقین کی رضامندی سے ہو، کسی فریق پر کسی قسم کا کوئی دباؤ یا جبر واکراہ نہ ہو۔ اگر دباؤ کے تحت کسی سے کوئی چیز خریدی گئی ہو تو دباؤ دور ہونے کے بعد اسے اختیار ہو گا کہ اس خریداری کو باقی رکھے یا ختم کر دے۔

چوتھی شرط:

- ایجاب اور قبول ایک ہی مجلس میں ہو لہٰذا اگر قبول سے پہلے مجلس بدل گئی تو وہ قبول مفید نہ ہو گا۔
- مجلس بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں میں سے کوئی فریق ایسا کام کرے جس سے گذشتہ ایجاب سے اعراض سمجھا جا رہا ہو۔ مثلاً: ایجاب کے بعد دونوں میں کوئی چلنے کے لئے کھڑا ہو گیا یا کسی اور کام میں مشغول ہو گیا یا سو گیا یا اٹھ کر کہیں چلا گیا۔ ان تمام صورتوں میں مجلس بدل گئی للذا اب قبول مفید نہ ہو گا۔ بلکہ اگر

---

[1] ایضاً
[2] ابن ھمام، محمد بن عبد الواحد السیواسی، کمال الدین ابن ھمام، فتح القدیر، ج:۵، ص:۴۵۶
[3] المرغینانی، علی بن ابی بکر، الھدایۃ، ج:۳، ص:۱۹۰
[4] ایضاً
[5] ایضاً

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

مجلس بدلنے کے بعد دوسرا فریق قبول کرے گا تو وہ حقیقت میں نیا ایجاب ہوگا۔ اگر پہلا فریق اس پر راضی ہو جائے تو بیع ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

ٹیلی فون کے ذریعے خریداری کرنا:

- بعض اوقات خرید و فروخت کرنے والے ایک دوسرے کے سامنے نہیں ہوتے بلکہ ٹیلی فون پر معاملہ کر رہے ہوتے ہیں، شرعاً ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے البتہ اس میں کچھ چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔
- ٹیلی فون کے ذریعے خریداری کرنا شرعاً درست ہے کیونکہ جس طرح آمنے سامنے گفتگو کے ذریعے ایجاب و قبول کرنے سے بیع کا عقد منعقد ہو جاتا ہے اسی طرح ٹیلی فون کے ذریعے بھی ایجاب و قبول کرنے سے بیع کا عقد منعقد ہو جاتا ہے۔[1]
- ایسی صورت میں جب تک فریقین اسی موضوع سے متعلق گفتگو کرتے رہیں گے اس وقت تک ایک ہی مجلس سمجھی جائے گی، دوسرے موضوع پر گفتگو کرنے اور اسی طرح کال ختم ہو جانے کو مجلس کا بدلنا سمجھا جائے گا۔
- عموماً اس طرح معاملہ کرنے میں چونکہ خریداری کرنے والی چیز دیکھی ہوئی نہیں ہوتی اس لئے خریدنے والے کو خیار رؤیت حاصل ہوگا (یعنی دیکھنے کے بعد مال واپس کرنے کا اختیار ہوگا)۔
- اگر خریدی جانے والی چیز کی صفات پہلے سے طے ہیں اور وہ صفات اس میں موجود بھی ہیں تو پھر خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔
- اسی طرح نمونہ دیکھ لینے سے بھی خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔
- خریدار مال آگے تب بیچ سکتا ہے جب وہ خود یا اس کا نمائندہ اس پر ایک مرتبہ قبضہ کرلے ورنہ نہیں۔
- سونا اور چاندی کی خریداری فون پر درست نہیں ہے۔[2]
- Email کے ذریعے خریداری کرنا:
- Email کے ذریعے خریداری کرنا شرعاً درست ہے۔[3]
- ایسی صورت میں عقد کی مجلس، مجلس قبول ہوگی یعنی انٹرنیٹ کے ذریعے جس کو پیشکش ارسال کی گئی ہے جب وہ قبول کرلے اسی وقت عقد مکمل سمجھا جائے گا۔
- ایجاب اس وقت ہوگا جب انٹرنیٹ کے ذریعے پیغام پہنچ جائے اور قبولیت پیغام کے وصول کر لینے کے فوراً بعد ہوگی۔ صرف مرسل الیہ کے کمپیوٹر یا میموری میں پہنچنے سے ایجاب نہیں ہوگا۔
- مرسل کو حق حاصل ہے کہ وہ قبولیت صادر ہونے کے لئے ایک مدت متعین کرلے۔ (تاکہ قبولیت کی تاخیر سے مرسل کا ضرر نہ ہو) اور اس مدت کے اختتام پر مرسل الیہ کی طرف سے کوئی جواب نہ آئے تو اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔
- انٹرنیٹ پر ای میل کے ذریعے پیغام بھیجنے والا اور چیز فروخت کرنے کی پیشکش کرنے والا شرعاً "موجب" ایجاب کرنے والا ہے۔
- جب تک مرسل الیہ اس پیشکش کو قبول نہ کرے اس وقت تک ایجاب کرنے والے کو اپنے ایجاب سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔
- ای میل کے ذریعے ایجاب اور قبول ہو جانے کے بعد شرعاً عقد منعقد ہو جاتا ہے لیکن وہ چیز چونکہ ابھی تک قبضہ میں نہیں آتی اس لئے خریدنے والے کے لئے شرعاً ضروری ہے کہ وہ آگے کسی کے ساتھ حتمی طور پر معاملہ طے نہ کرے کیونکہ قبضہ سے پہلے کسی چیز کو فروخت کرنے سے شرعاً منع کیا گیا ہے۔ البتہ آگے فروخت کرنے کا وعدہ کیا جا سکتا ہے۔[4]

خلاصہ کلام:

دو یا زیادہ افراد کے آپس میں مالی لین دین کی ایک اہم قسم خرید و فروخت ہے جس کے لیے فقہ کی زبان میں تجارت اور بیع و شراء کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں خرید و فروخت

---

[1] النووی، یحیٰ بن شرف محی الدین ابو زکریا، المجموع شرح المهذب للنوی، دار الطباعة المنیریة، ج9، ص ۱۸۱

[2] ایضاً

[3] النووی، یحیٰ بن شرف محی الدین ابو زکریا، المجموع شرح المهذب للنوی، دار الطباعة المنیریة، ج9، ص ۱۸۱

[4] المرغینانی، علی بن ابی بکر، الهدایة، ج:۳، ص:۱۹۰

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

نقد بھی ہوتی ہے اور ادھار بھی مذکورہ فصل میں نقد خرید و فروخت کے احکامات کو بیان کیا گیا ہے۔بیع کی لغوی و اصطلاحی تعریف،مال کی تعریف، بیع کی اقسام،جائز خرید و فروخت کی شرائط اور ایجاب و قبول کی تفصیل کو بیان کیا گیا ہے۔آخر میں ایجاب و قبول کی جدید صورتوں کو بھی مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

نتائج بحث:

1. آسمانی راہنمائی سے محروم انسانی تاریخ کے تمام سیاسی و معاشی نظام انتہائی ظالمانہ، جابرانہ، استحصالی اور طرح طرح کی بے اعتدالیوں پر مبنی نظام ہیں جن میں غریبوں، کمزوروں اور متوسط طبقات کا بدترین استحصال ہوتا ہے صرف چند طاقتور طبقات حکومت اور وسائل معاش پر قابض ہو جاتے ہیں عدل و انصاف اور حقوق کے نام پر بھی دوہرے معیار پر مبنی قوانین بناتے ہیں۔
2. اسلام کی تمام کی تمام تعلیمات بالخصوص سیاسی و معاشی تعلیمات انتہائی عادلانہ، منصفانہ تمام انسانوں کے حقوق اور مساوات کی محافظ تعلیمات ہیں جن کے ٹھیک طور پر روبعمل آنے سے پورے انسانی معاشرے امن، سکون اور سلامتی کے گہوارے بن جاتے ہیں۔کوئی بڑے سے بڑا طاقتور غریبوں اور کمزوروں کا استحصال نہیں کر سکتا اور یہاں دوہرے معیار پر مبنی قوانین نہیں ہوتے۔
3. اسمال اینڈ میڈیم انٹرپرائسز(SMEs) ایک جہان ہے جس سے براہ راست وہ طبقات وابستہ ہیں جن کا تعلق غریب اور متوسط طبقے سے ہے چاہے وہ لیبر طبقہ ہو یا اعلی درجہ کے ملازمین۔
4. ان بزنسز کے مالکان بھی عموما اشرافیہ اور طاقتوروں کی فہرست میں شامل نہیں ہوتے اس لیے ان میں خدا خوفی موجود ہے اور وہ شرعی حوالے سے رہنمائی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور علماء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔
5. ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کے مسائل کا بغور جائزہ لے کر ان کو شریعت کی تعلیمات کی روشنی میں حل کیا جائے چنانچہ اس مقالہ میں اس کا التزام کیا گیا ہے۔

تجاویز و سفارشات:

اس مقالہ کے لیے درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. دنیا کے تمام معاشی نظام بے شمار قسم کے مظالم اور بے انصافیوں پر مبنی ہیں دنیا کو ان تمام مظالم اور بے انصافیوں سے بچانے کے لیے اسلام کی معاشی تعلیمات کو روبعمل لانے کی بہت ضرورت ہے۔
2. سمیڈا(SMEDA) ایک بڑا ادارہ ہے جس کے ماتحت کثیر تعداد میں چھوٹے اور درمیانے بزنسز(SMEs) چل رہے ہیں جن کو گاہے بگاہے شرعی حوالے سے مسائل کا سامنا رہتا ہے دیگر بڑے معاشی ادارے جیسے اسلامی بینکس،SECP وغیرھم کی طرح ایک مکمل شریعہ بینچ کا قیام ہونا چاہیے جو علماء کی سرپرستی میں کام کرے اور شرعی حوالے سے ان کی مکمل رہنمائی کرے۔
3. سمیڈا(SMEDA) کے تحت پاکستان میں تقریباً 20 لاکھ مائیکرو سمال اینڈ میڈیم انٹرپرائزز ہیں۔ان میں 400,000 مینوفیکچرنگ یونٹس، 600,000 سروس سیکٹر یونٹس اور 1 ملین ٹریڈ سیکٹر یونٹس (خوردہ فروش) شامل ہیں۔جن میں سے مقالہ ہذا میں ٹریڈ سیکٹرز سے چنیدہ بزنسز کو درپیش مسائل کا جائزہ لینے کے بعد ان کا شرعی حل دینے کی کوشش کی ہے ان کو دیگر جہات سے بھی بہت سے مسائل کا سامنا ہے جیسے معاشی،معاشرتی اور قانونی مسائل وغیرہ اس پر تحقیق کا ایک وسیع میدان خالی ہے ان مسائل کے حل کے لیے بھی کوشش ہونی چاہیے اور اس کا باقاعدہ انتظام کار ہونا چاہیے۔
4. اسلامی مالیاتی تعلیمات کی تربیت:SMEs کے مالکان اور منتظمین کو اسلامی مالیاتی اصولوں پر تربیت دی جائے تاکہ وہ شریعت کے مطابق کاروبار کر سکیں۔
5. غیر سودی قرضہ جات کی فراہمی:اسلامی بینک اور مالیاتی ادارے SMEs کے لیے مخصوص شریعت کے مطابق مالیاتی اسکیمیں متعارف کروائیں۔
6. مضاربہ و مشارکہ جیسے شرعی ماڈلز کا فروغ:ان ماڈلز کے تحت سرمایہ کاری کا رجحان پیدا کیا جائے تاکہ کاروبار میں شفافیت اور اعتماد قائم ہو۔
7. قانونی و شرعی رہنمائی سینٹرز کا قیام:SMEs کو قانونی و شرعی رہنمائی فراہم کرنے کے لیے مقامی سطح پر مشاورتی مراکز قائم کیے جائیں۔
8. ادائیگی کے متبادل نظام:نقد خرید و فروخت کی بجائے اسلامی اصولوں کے تحت قسطی یا بیع مؤجل نظام کو فروغ دیا جائے۔
9. ڈیجیٹل حلال مالیاتی پلیٹ فارمز: شریعت کی روشنی میں کام کرنے والے آن لائن مالیاتی نظام اور ایپس تیار کی جائیں جو SMEs کے لیے آسان حل فراہم کریں۔